بیس تراویح اور احناف کا مسلک

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن

سوال:

آج کل بعض غیر مقلدین کی طرف سے یہ سننے میں آرہاہے کہ حنفی علماء بھی آٹھ رکعات تراویح کے قائل تھے اوران قائلین میں بڑے بڑے حضرات علماء ہیں مثلا: امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ، امام ابن ہمام رحمہ اللہ، علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ، امام طحطاوی رحمہ اللہ، ملا علی قاری رحمہ اللہ، علامہ عبد الحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ، علامہ سیوطی رحمہ اللہ، علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ وغیرہ یہ تمام حضرات آٹھ رکعات تراویح کے قائل تھے اور بطور دلائل کے یہ حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

مثلا امام ابو حنیفہ کے متعلق یہ حوالہ دیتے ہیں:

1: عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ عن ابی جعفر ان صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل کانت ثلث عشرۃ رکعۃً منہن ثلاث رکعات الوتر ورکعتا الفجر۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ؛ ابو جعفر سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تیرہ رکعتیں ہوا کرتی تھی جس میں تین وتر اور دو فجر کی سنتیں شامل تھیں۔

(مسند امام اعظم ص187 باب التہجد)

2: امام ابن ہمام کے بارے میں کہتے ہیں:

امام ابن ہمام حنفی رحمہ اللہ نے ام المومنین رضی اللہ عنہا والی حدیث سے نتیجہ نکالا ہے: فتحصل من ھذا کلہٖ قیام رمضان سنتہ احدی عشر رکعۃً بالوتر فعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(فتح القدیر شرح ہدایہ ج1 ص334 طبع مصر)

حاصل بحث یہ ہے کہ نماز تراویح وتر سمیت گیارہ رکعات ہی سنت ہے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی قدر نماز تراویح ادا کی۔قال ابن همام ان ثمانية ركعات سنة مؤكدة۔

(العرف الشذی ج1 ص166)

3: علامہ ابن نجیم حنفی: ابن نجیم المصری حنفی اپنی کتاب " بحر الرائق " میں فرماتے ہیں:وقد ثبت ان ذلك كان احدى عشرة ركعة بالوتر كما ثبت فى الصحيحين من حديث عائشة فيكون المسنون على اصول مشائخنا ثمانية منها ۔

(بحر الرائق ج2 ص66)

4: امام طحطاوی نے بھی در مختار میں یہی لکھا ہے جو امام ابن ہمام سے منقول ہے۔

5: ملا علی قاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اعلم انه لم يوقت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فى التراويح عدداً معينا بل لا يزيد فى رمضان ولا فى غيره على احدىٰ عشرة ركعةً

(مرقاة شرح مشكوة)

6: علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:وكان النبى صلى الله عليه وسلم قيامه بالليل هووتره يصلى بالليل فى رمضان وغيره احدى عشر ركعةً

علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لم يثبت انه صلى الله عليه وسلم صلى عشرين ركعة والوجه الثانى انه قد ثبت فى صحيح البخارى وغيره ان عائشة سئلت عن قيام رسول الله صلى الله عليه وسلم فى رمضان فقالت ما كان يزيد رمضان ولا فى غيره على احدى عشرة ركعة

المصابیح فی الصلوۃ التراویح ص603

:7 مولانا عبد الحیٔ لکھنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

آٹھ رکعتیں اور تین رکعات وتر باجماعت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تین راتوں سے زیادہ منقول نہیں اس لئے کہ امت پر نماز تراویح فرض نہ ہو جائے۔

مجموعہ فتاوی ج1 ص354

: 8 سید محمد انور شاہ کشمیری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہی ثابت ہے کہ حضور کی تراویح آٹھ رکعات ہے: ولا مناص من تسلیم ان تراویحہ علیہ السلام کانت ثمانیۃ رکعات۔

(العرف الشذی ج1ص101، 166)

:9 مولانا اشفاق الرحمٰن کاندھلوی رحمہ اللہ کشف الغطاء تعلیق مؤطا مالک ص96 میں لکھتے ہیں قال الکرمانی اتفقوا علی ان المراد بقیام رمضان صلوۃ التراویح کرمانی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بالاتفاق قیام رمضان سے مراد نماز تراویح ہے۔ما جاءَ فی قیام شھر رمضان ویسمی التراویح کما تقدم قال الکرمانی اتفقو اعلی ان المراد بقیام رمضان التراویح وبہ جزم النووی وغیرہ.

(ص97 کشف الغطا)

یہ وہ مذکورہ حوالاجات ہیں جن کے پیش نظر کہتے ہیں کہ حنفی علماء بھی آٹھ رکعات تراویح کے قائل تھے۔ مذکرہ بالا حوالوں کی روشنی میں وضاحت طلب مسئلہ یہ ہے کہ کیا واقعی ان حضرات کا یہی موقف تھا جو اوپر بیان ہوا یا۔۔۔؟

السائل کاشف احمد، گجرات

الجواب بعون الوہاب:

اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیشہ اہل حق اہل السنۃ والجماعۃ سے وابستہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے آپ نے سوال میں جن بعض اکابر کے نام لیے ہیں یقینا وہ

اہل السنۃ والجماعۃ سے تعلق رکھتے ہیں اور جمہور اہل علم کے ساتھ متفق ہیں اللہ ہم سب کا انہی کے ساتھ تعلق قائم ودائم رکھے۔

1: امام اعظم ابو حنیفہ کا مسلک:

مسند امام اعظم سے جو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث نقل کی ہے وہ تہجد کے متعلق ہے نہ کہ تراویح کے۔ خود حدیث میں صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل کے الفاظ موجود ہیں جن کا معنیٰ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز تیرہ رکعات ہوتی تھی اور رات کی نماز سے مراد تہجد ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد تیرہ رکعات ہوتی تھی وتر بھی اس میں شامل ہوتے تھے۔

حدیث مبارکہ میں لفظ صلوۃالنبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل اس بات کی واضح دلیل ہے کہ امام صاحب تو نماز تہجد کی رکعات ثابت کر رہے ہیں نہ کہ نماز تراویح کی۔ مناسب ہے کہ آپ کے سامنے امام صاحب رحمہ اللہ کا مسلک بھی نقل کر دیا جائے تا کہ بات کھل کر سامنے آجائے۔ کتاب الآثار لابی یوسف میں روایت موجود ہے ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم ان الناس کانو ایصلون خمس ترویحات فی رمضان۔

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ حماد سے وہ ابراھیم سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک لوگ رمضان میں پانچ ترویحے یعنی بیس رکعات پڑھاتے۔

فتاوی قاضی خان میں ہے: التراویح سنۃ مؤکدۃ للرجال والنساء توارثھا الخلف عن السلف من لدن تاریخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیٰ یومنا وھٰکذا رویٰ الحسن عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ انھا سنۃ لاینبغی ترکھا ....وقد واظب علیھا الخلفاء الراشدون رضی اللہ عنہم وقال علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃالخلفاء من بعدی۔

(فتاویٰ قاضی خان برھامش فتاویٰ عالمگیریہ ج1ص332)

ترجمہ: نماز تراویح مردوں اور عورتوں کے لیے سنت مؤکدہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر آج تک ہر دور کے اخلاف (بعد والوں) نے اپنے اسلاف (پہلے والوں) سے اس کو توارث سے پایا ہے اور اسی طرح حسن رحمہ اللہ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ بے شک تراویح سنت ہے اس کو چھوڑنا، نامناسب ہے، پھر لکھتے ہیں: مقدار التراویح عند اصحابنا والشافعی رحمہ اللہ ماروی الحسن عن ابی حنیفة رحمہ اللہ قال القیام فی شهر رمضان سنة لاینبغی ترکها یصلی اهل کل مسجد فی مسجدهم کل لیلة سوی الوتر عشرین رکعة خمس ترویحات بعشر تسلیمات یسلم فی کل رکعتین۔

(فتاویٰ قاضی خان ص234)

ترجمہ: تراویح کی مقدار ہمارے اصحاب وامام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک وہ ہے جو حسن رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کی ہے فرمایا قیام رمضان (تراویح) سنت ہے اس کو ترک کرنا، نامناسب ہے۔ ہر مسجد والے اپنی مسجد میں ہر رات وتروں کے علاوہ بیس رکعات تراویح پڑھیں۔ پانچ ترویحے۔ دس سلاموں کے ساتھ اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیں۔

بدایۃ المجتہد میں ہے: فاختار مالك فی احد قولیه وابو حنیفة والشافعی و احمد وداؤد رحمهم الله القیام بعشرین رکعة سوی الوتر۔

(بدایۃ المجتہد ج1 ص210)

ترجمہ: امام مالک رحمہ اللہ نے اپنے دو قولوں میں سے ایک میں اور امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد اور داؤد ظاہری نے بیس رکعات تراویح کا قیام پسند کیا ہے، سوائے وتر کے۔

رحمۃ الامت میں ہے:

فالمسنون عند ابی حنیفۃ والشافعی و احمد رحمھم اللہ عشرون رکعۃً۔
(رحمۃ الامت ص23)

ترجمہ: امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور احمد رحمہم اللہ کے نزدیک مسنون تراویح بیس رکعات ہیں۔

محترم قارئین! فقہ حنفیہ کے تمام متون اور شروحات میں التراویح عشرون رکعات اور خمس ترویحات کی تصریح موجود ہے لیکن اتنی بڑی تصریحات کے باوجود معترضین کا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نام پر عوام الناس کو دھوکہ دینا اور ان کی طرف آٹھ رکعات تراویح کی جھوٹی نسبت کرنا نہایت تعجب خیز ہے اور حیران کن۔

2: امام ابن ہمام کا شاذ قول:

محترم قارئین مذکرہ بالا امام ابن ہمام کے قول کی حیثیت شاذ اور مرجوح ہے اور ان کا ذاتی تفرد ہے ہمارے علماء اہل السنت اس کی تصریح بارہا کر چکے ہیں کہ شاذ اور تفرادت کا کوئی اعتبار نہیں چنانچہ امام ابن ہمام رحمہ اللہ کے عظیم شاگرد علامہ قاسم بن قطلوبغا فرماتے ہیں: لاعبرۃ بابحاث شیخنا یعنی ابن الھمام التی خالفت المنقول یعنی فی المذھب۔

(شامی ج1 ص225)

ترجمہ: ہمارے شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ کی وہ بحثیں جن میں منقول فی المذہب مسائل کی مخالفت ہے اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

باقی معترضین کا یہ کہنا کہ امام ابن ہمام آٹھ رکعات تراویح کے قائل ہیں یہ بات سراسر بددیانتی ہے ہے کیونکہ امام ابن ہمام آٹھ رکعات تراویح کے قائل نہیں بلکہ وہ بھی پوری امت کی طرح بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں۔

چنانچہ لکھتے ہیں:

ثم استقر الامر علی العشرین فانه المتوارث۔

(فتح القدیر ج1ص407)

یعنی بالآخر تراویح کے مسئلہ نے بیس رکعات پر استقرار پکڑا پس عمل توارث کے ساتھ چلا آرہا ہے۔

امام ابن ہمام رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح کے ہی قائل ہیں البتہ ان کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کو مستحب سمجھنا اور تہجد وتراویح کی الگ الگ حدیثوں کو ایک دوسرے کا معارض سمجھنا شاذ، خلافِ اجماع ہے اور تفرد ہے۔

اہل السنت والجماعت کا اصول ہے: وان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جهل وخرق للاجماع

(درمختار ج1ص31)

یعنی قاضی کا حکم کرنا یا مفتی کا فتویٰ دینا مرجوح قول پر جہالت اور اجماع کی مخالفت ہے۔ یعنی باطل اور حرام ہے۔

3: ابنِ نجیم حنفی کا مسلک:

ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ کے بارے میں بھی معترضین ان کی ایک عبارت سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ آٹھ رکعات تراویح کے قائل تھے حالانکہ امام ابن نجیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قوله عشرون رکعة" بیان لکمیتها وهو قول الجمهور لما فی المؤطا عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب رضی الله عنه بثلاث وعشرین رکعة وعلیه عمل الناس شرقاً وغرباً۔

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق ج2ص66)

ترجمہ: مصنف کا قول ہے کہ تراویح بیس رکعات ہے یہ نماز تراویح کے عدد کا بیان ہے کہ وہ بیس رکعات ہے اور یہی جمہور کا قول ہے اس لئے کہ مؤطا امام مالک رحمہ اللہ

میں یزید بن رومان رحمہ اللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ 23 رکعات پڑھتے تھے (بیس رکعات تراویح اور تین رکعات وتر) مشرق اور مغرب میں لوگوں کا اسی پر عمل ہے۔

4: امام طحطاوی کا مسلک:

امام طحطاوی حنفی رحمہ اللہ آٹھ رکعات تراویح کے قائل نہیں بلکہ وہ بھی دوسرے علماء احناف کی طرح بیس کے قائل ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ بیس رکعات تراویح پر توارث کے ساتھ اجماع ہے۔

(طحطاوی ج1 ص468)

5: ملا علی قاری حنفی کا مسلک:

ملا علی قاری رحمہ اللہ کے نام سے جو عبارت پیش کی گئی وہ عبارت ملا علی قاری رحمہ اللہ کی نہیں بلکہ انہوں نے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ حنفی بذات خود بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

لکن اجمع الصحابۃ علی ان التراویح عشرون رکعۃً

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بیس رکعات تراویح پر اجماع ہے۔

(مرقاۃ ج3 ص194)

اسی طرح ملا علی قاری رحمہ اللہ نے شرح نقایہ ص 104 میں بھی بیس رکعات تراویح پر اجماع نقل کیا ہے۔

6: امام سیوطی کا مسلک

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں، چنانچہ امام موصوف؛ علامہ سبکی رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ومذھبنا ان التراویح عشرون رکعۃلما روی البیھقی وغیرہ بالا سناد الصحیح عن

السائب بن یزید الصحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کنا نقوم علی عهد عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعشرین رکعة والوتر۔

(الحاوی للفتاویٰ ج1 ص350)

اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ نماز تراویح بیس رکعات ہے اس لیے کہ بیہقی وغیرہ نے صحیح اسناد کے ساتھ حضرت سائب بن یزید صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہم لوگ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں بیس رکعات تراویح اور وتر پڑھتے تھے۔ پھر لکھا ہے: استقر العمل علی هذا۔ یعنی بالآخر بیس رکعات تراویح پر عمل پختہ ہوا یعنی خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیس رکعات پر اتفاق اور اجماع کیا ہے۔

اور پھر بعض لوگ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کو اپنا ہم خیال سمجھ کر ان کی یہ عبارت نقل کر دیتے ہیں: واما ما رواه ابن ابی شیبة من حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی رمضان عشرین رکعةً والوتر فاسناده ضعیف وقد عارضه حدیث عائشة هذا الذی فی الصحیحین مع کونها اعلم بحال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلا من غیرها واللہ اعلم۔

(فتح الباری ج4ص319)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ مسئلہ تراویح میں امام شافعی رحمہ اللہ کے سچے پیروکار تھے اور شافعیہ کا بیس رکعات تراویح پر اتفاق چلا آرہا ہے۔

امام موصوف؛ امام رافعی رحمہ اللہ کے واسطے سے نقل کرتے ہیں: انه صلی اللہ علیہ وسلم صلی بالناس عشرین رکعة لیلتین فلما کان فی اللیلة الثالثة اجتمع الناس فلم یخرج الیهم ثم قال من الغد خشیت ان تفرض علیکم فلا تطیقونها

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں "متفق علی صحته" اس کی صحت پر تمام

محدثین کا اتفاق ہے۔

(تلخیص الحبیر فی تخریج احادیث الرافع الکبیر ج1ص540)

معلوم ہوا حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کے نزدیک جس روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بیس رکعات تراویح پڑھنا ثابت ہے اس کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے۔

7:علامہ عبد الحئی لکھنوی کا مسلک :

مولانا عبد الحئی رحمہ اللہ کے مجموعہ فتاویٰ سے سوال اور جواب ملاحظہ فرمائیں۔

سوال: حنفیہ بست رکعت تراویح سوائے وتر میخوانند و در حدیث صحیح از عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا وارد شدہ ما کان یزید فی رمضان ولا فی غیرہ علی احدی عشرۃ رکعۃ پس سند بست رکعت چیست؟

جواب: روایت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا محمول بر نماز تہجد است کہ در رمضان و غیر رمضان یکساں بود و غالباً بعد یازدہ رکعت مع الوتر بر سند و دلیل بریں محل آنست کہ راوی ایں حدیث ابو سلمہ است در نیہ ایں حدیث میگوید قالت عائشہ رضی اللہ عنہا فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنام قبل ان توتر قال یا عائشۃ ان عینی تنامان ولا ینام قلبی کذا رواہ البخاری و مسلم و نماز تراویح در عرف آں وقت قیام رمضان مے گفتند و حد صحاح ستہ بروایات صحیحہ مرفوعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعین عدد قیام رمضان مصرح نشدہ این قدر ہست کہ قالت عائشہ کان رسول اللہ یجتھد فی رمضان ما لا یجتھد فی غیرہ رواہ مسلم لیکن در مصنف ابن ابی شیبہ و سنن بیہقی بروایت ابن عباس وارد شدہ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یصلی فی رمضان جماعۃ بعشرین رکعۃ والوتر و رواہ البیھقی فی سننہ باسناد صحیح عن السائب بن یزید قال کانوا یقومون فی عھد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی

شهر رمضان بعشرين ركعة۔

(مجموعہ فتاوی مولانا عبد الحئی لکھنوی رحمہ اللہ ص 59,58)

اس عبارت میں وضاحت کے ساتھ مولانا عبد الحئی لکھنوی رحمہ اللہ فرمارہے ہیں کہ بیس رکعات تراویح صحیح اسناد کے ساتھ ثابت ہے اور امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا والی روایت تہجد پر محمول ہے پھر بھی ان کے نام لے کر یہ کہنا کے وہ آٹھ رکعات تراویح کے قائل تھے بہرحال ہماری سمجھ سے دور ہے۔

مولانا موصوف اپنی ایک اور کتاب میں لکھتے ہیں: ان مجموع عشرين ركعة فی التراويح سنة موكدة لانه مما واظب عليه الخلفاء وان لم يواظب عليه النبی صلی الله عليه وآله وسلم وقد سبق ان سنة الخلفاء ايضاً لازم الاتباع وتاركها آثم و ان كان اثمه دون اثم تارك السنة النبوية فمن اكتفٰی علی ثمان ركعات يكون مسيئاً لتركه سنة الخلفاء وان شِئت ترتيبه علی سبيل القياس فقل عشرون ركعة فی التراويح مما واظب عليه الخلفاء الراشدون وكل ما واظب عليه الخلفاء سنة موكدة ثم تضمه مع ان كل سنة موكدة ياثم تاركها فينتبع عشرون ركعة ياثم تاركها و مقدمات هذا القياس قد اثبتنا ها فی الاصول السابقه۔

(تحفۃ الاخیار فی احیاء سنۃ سید الابرار ص209)

ترجمہ: تراویح میں بیس رکعات سنت مؤکدہ ہیں اس لئے کہ اس پر خلفائے راشدین نے مداومت کی ہے اگرچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مداومت نہیں کی اور پہلے بتایا جاچکا ہے کہ خلفاء راشدین کی سنت بھی واجب الاتباع ہے اور اس کا چھوڑنے والا گنہگار ہے اگرچہ اس کا گناہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ترک کرنے والے سے کم ہے لہٰذا جو شخص آٹھ رکعات پر اکتفاء کرے وہ برا کام کرنے والا ہے کیونکہ اس نے خلفا راشدین کی سنت ترک کردی اگر تم قیاس کے طریقے پر اس کی

ترتیب سمجھنا چاہو تو یوں کہو بیس رکعات تراویح پر خلفاء راشدین نے مواظبت کی اور جس پر خلفاء راشدین نے مواظبت کی ہو وہ سنت مؤکدہ ہے لہٰذا بیس رکعات تراویح بھی سنت مؤکدہ ہے پھر اس کے ساتھ یہ بھی ملاؤ کہ سنت مؤکدہ کا تارک گنہگار ہوتا ہے لہٰذا بیس رکعات کا تارک بھی گنہگار ہو گا۔ اس قیاس کے مقدمات ہم اصول سابقہ میں ثابت کر چکے ہیں۔

قارئین! مولانا عبد الحئی لکھنوی رحمہ اللہ تو فرماتے ہیں کہ آٹھ رکعات تراویح پڑھ کر باقی رکعتوں کو چھوڑنے والا گنہگار ہے کیونکہ بیس رکعات تراویح سنت مؤکدہ ہے۔

مولانا عبد الحئی لکھنوی رحمہ اللہ ہدایہ کے حاشیہ پر رقمطراز ہیں: فمودی ثمان رکعات یکون تارکاللسنۃ المؤکدہ۔

(حاشیہ ہدایہ ج1 ص131 مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

یعنی صرف آٹھ رکعات تراویح ادا کرنے والا سنت مؤکدہ کا تارک (گناہ گار) ہے کیونکہ سنت مؤکدہ کو ترک کرنا گناہ ہے۔

علاوہ ازیں مولانا عبد الحئی لکھنوی رحمہ اللہ نے مؤطا امام محمد کے حاشیہ پر لکھا: بیس رکعات تراویح پر اجماع ہے اور نماز تراویح سنت مؤکدہ ہے۔

8: علامہ انور شاہ کشمیری کا مسلک:

امام العصر خاتم المحدثین علامہ انور شاہ کشمیری خود بیس تراویح کے قائل ہیں اور آٹھ رکعات پڑھنے والے کو سواد اعظم (اہل السنت والجماعت) سے خارج سمجھتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں: واما من اکتفیٰ بالرکعات الثمانیہ وشذ عن السواد الاعظم وحبل یر میھم بالبدعۃ فلیر عاقبۃ۔

(فیض الباری شرح صحیح بخاری ج3 ص181)

یعنی جو شخص آٹھ رکعات پر اکتفا کر کے سواد اعظم سے کٹ گیا اور سواد اعظم کو بدعتی کہتا ہے وہ اپنا انجام سوچ لے۔

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں: لم یقل احد من الائمة الاربعة باقل من عشرین رکعة فی التراویح والیه جمهور الصحابة رضی الله عنهم ...وقال ابن همام ان ثمانية رکعات سنة مؤکدة وثنتی عشر رکعةً مستحبة وماقال بهذا احد اقول ان سنة الخلفاء الراشدین ایضاً یکون سنة الشریعة لما فی الاصول ان السنة سنة الخلفاء وسنة علیه السلام وقد صح فی الحدیث علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین فیکون فعل الفاروق الاعظم ایضا سنةً...ففی التاتارخانیة سئل ابو یوسف ابا حنفیة رحمه الله ان اعلان عمر بعشرین رکعةً هل کان له عهد منه علیه السلام قال ابو حنیفة رحمه الله ما کان عمر مبتدعا ای لعله یکون له عهد فدل علی ان عشرین رکعةً لا بدله من ان یکون لها اصل منه علیه السلام ...واستقر الامر علی عشرین رکعةً۔

(العرف الشذی علی هامش الترمذی ج1ص99،100)

ترجمہ: ائمہ اربعہ میں سے کسی نے نہیں کہا کہ نماز تراویح بیس رکعات سے کم ہے اور اسی طرف جمہور صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم گئے ہیں اور ابن ہمام رحمہ اللہ نے جو کہا ہے کہ آٹھ رکعات سنت مؤکدہ ہے اور بارہ رکعات مستحب ہے اور یہ بات کسی اور نے نہیں کہی (یعنی ابن ہمام رحمہ اللہ کا تفرد ہے)

میں کہتا ہوں کہ خلفاء راشدین کی سنت بھی شریعت کی سنت ہے کیونکہ اصول میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور خلفاء راشدین کی سنت، سنت ہے اور یہ بات صحیح حدیث میں ہے کہ تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین مھدیین کی سنت لازم ہے، فاروق اعظم کا عمل بھی سنت ہے۔ فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے امام ابو

یوسف رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے سوال کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو بیس رکعات تراویح کا اعلان کیا ہے کیا انہوں نے اس کا علم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پایا ہے؟ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (معاذ اللہ) مبتدع نہیں تھے یعنی شاید ان کے پاس اس کا علم تھا یہ بات دلالت کرتی ہے کہ لامحالہ بیس رکعات تراویح کی اصل خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور تراویح کا استقرار بیس رکعات پر ہے ۔

9:مولانا اشفاق الرحمن کاندھلوی کا مسلک:

مولانا موصوف بیس رکعات تراویح کے قائل ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: والظاھر عندی مارجحه ابن عبدالبر لان جل المروایات نص فی انھا کانت عشرین رکعۃ۔

(کشف الغطاء حاشیہ مؤطا امام مالک ص98)

میرے نزدیک بھی بات وہی ہے جس کو ابن عبدالبر نے ترجیح دی ہے بیس رکعات تراویح کیونکہ بڑی بڑی روایات اس بارے میں واضح ہیں کہ نماز تراویح بیس رکعات ہے۔

مندرجہ بالا دلائل سے یہ معلوم ہوا کہ علمائے اہل السنت والجماعت بالخصوص علمائے احناف کو آٹھ رکعات تراویح کا قائل ماننا سراسر ناانصافی ہے۔ تمام علمائے احناف کثر اللہ سوادھم امت مرحومہ کے اجماعیت کو تسلیم کرتے ہوئے 20 رکعات تراویح ہی ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں انہیں کے نقش قدم پر چلائے۔

توفنا مسلما والحقنا بالصالحین ۔ آمین یارب العالمین